بیادِ مجلسِ شیخ الحدیث

افادات شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ

ضبط و ترتیب ـــــ : ـــــ مولانا عبدالقیوم حقانی

صحبتے با اہلِ حق

سلسلۂ سند کی اہمیت ۱۵ اگست ۔ دینی مدارس کے طلبہ اور دورۂ حدیث کے شرکاء کو اسباق میں ہمہ تن متوجہ اور مشغول رکھنے کے عنوان سے گفتگو ہو رہی تھی کہ ارشاد فرمایا :۔

آج بدنصیبی ہے کہ بعض طلبہ کہتے ہیں کہ چلیئے ! اساتذہ کرام فلاں مقام پر تحقیق نہیں کریں گے بحث نہیں ہوگی ویسے عبارت پڑھی جائے گی محض سرد الحدیث ہوگا تو کمروں میں آرام کرتے ہیں۔ حالاں کہ یہ بات غلط ہے جو حدیث درس میں استاد سے نہیں سنی تو اس حدیث کی سند متصل نہیں ہوئی اور سلسلہ سند گویا کٹ گیا یہ بہت بڑی بے برکتی اور غلط خیال ہے جو بعض نادان اختیار کر لیتے ہیں۔

مرکزیت کعبہ درس ترمذی کے بعض افادات کی تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

عربی کا مشہور مقولہ ہے شرافۃ المکان بالمکین دنیا میں امکنہ تو کثیر ہیں مگر مکۃ المکرمہ سب سے زیادہ شریف ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس میں بیت اللہ ہے جو خداوند عالم کے انوار و تجلیات کی فرودگاہ اور مہبط ہے اللہ کی ذات زمان و مکان کی قیود سے منزہ ہے لیکن بیت اللہ پر اس کی تجلیات کا نزول ایک مثال سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ جب آئینہ کو سورج کے سامنے رکھا جائے تو آئینہ اس کی شعاعوں کا عکس لیتا ہے اور دوسری جگہ پر روشنی منتقل کرتا ہے۔ اللہ رب العزت کی تجلیات بھی بیت اللہ پر ایسے ہی متوجہ رہتی ہیں۔ دنیا کے بہت سے امکنہ شریف ہیں اور ہر ایک کی شرافت کی اپنی اپنی وجہ ہو سکتی ہے۔ لیکن مکۃ المکرمہ بوجہ بیت اللہ کے اور بیت اللہ بوجہ تجلیات ربانی کے شریف ہے۔ روئے زمین پر سب سے پہلے خانہ کعبہ بنایا گیا۔ اول بیت وضع للناس اور ایک حدیث کا مضمون ہے کہ جب تک بیت اللہ قائم ہے دنیا بھی قائم رہے گی۔ قیامت سے قبل خانہ کعبہ کو گرا دیا جائے گا۔ تو قیامت بھی واقع ہو جائے گی۔ اور سارا عالم فنا ہو جائے گا۔ گویا کعبۃ اللہ کا وجود بقائے عالم کا ذریعہ ہے اور اس کا گرنا فنائے عالم کی نشانی ہے۔ جب اللہ پاک نے دنیا کے ویرانے کو آباد کرنا چاہا تو کعبۃ اللہ کی صورت میں اپنا شاہی خیمہ بھی گاڑ دیا۔ جب تک شاہی خیمہ موجود رہتا ہے۔ فوج بھی سکونت پذیر رہتی ہے۔ جب شاہی خیمہ

اٹھا دیا جاتا ہے تو فوج منتشر ہو جاتی ہے۔ تو جب اللہ رب العزت اس عالم کو فنا کرنے کا ارادہ فرمائیں گے تو اول اپنی تجلیات کا خیمہ (ربیت اللہ) کو اٹھا دیں گے تو سارا عالم فنا ہو جائے گا۔

کیا حضرت ابوہریرہؓ غیر فقیہ تھے | حقائق السنن شرح جامع السنن للترمذی کے بعض مسودات احقر سے سنے حضرت ابوہریرہؓ کا تذکرہ ہوا تو ارشاد فرمایا۔

صاحب منار نے حضرت ابوہریرہؓ کو حدیث مصراۃ کی بحث میں غیر فقیہ قرار دے کر یہ کہا ہے کہ غیر فقیہ کی روایت کے مقابلہ میں قیاس کو ترجیح حاصل ہے۔ اصل میں یہ غلطی بزدوی نے کی تھی۔ بعض اوقات بڑے آدمی کی غلطی بھی بڑی ہوتی ہے اور پھر بزدوی سے اصول فقہ کی کتب میں اس کی نقل در نقل ہوتی رہی۔

اصلاً مسئلہ یہ ہے کہ جس روایت کا راوی غیر فقیہ ہو۔ اس کے مقابلہ میں قیاس کو ترجیح حاصل ہے۔ یہ اصول اپنی جگہ صحیح ہے جس میں کسی قسم کا شبہ نہیں لیکن مسئلہ کی وضاحت میں جو مثال پیش کی گئی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ غیر فقیہ ہیں یہ مثال درست نہیں۔ حضرت ابوہریرہ کے بارے میں غیر فقیہ ہونے کا نظریہ نہ تو امام اعظم ابوحنیفہ کا ہے اور نہ ہی ان کے تلامذہ میں سے کسی کا یہ نظریہ ہے اور نہ ہی ائمہ اربعہ سے یہ منقول ہے۔ یہ بزدوی کی اپنی مثال ہے جو کسی طرح بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ حضرت ابوہریرہ بہت بڑے حافظ الحدیث اور عظیم فقیہ تھے۔ اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔ ان کے مرویات اور فتاویٰ پر صحابہ کرامؓ عمل کرتے تھے۔ باقی رہا حدیث مصراۃ پر حنفیہ کا ترک عمل تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ اس کے راوی حضرت ابوہریرہ غیر فقیہ ہیں، بلکہ وجہ یہ ہے کہ وہ قرآن کی نص قطعی فمن اعتدیٰ علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدیٰ علیکم سے معارض ہے اس لئے قابل عمل نہیں۔

۱۲ اگست۔ حسب معمول عصر کے بعد حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی مجلس میں حاضر ہونے کی سعادت حاصل ہوئی دارالعلوم کے بعض اساتذہ، طلبہ اور افغان مجاہدین کا ہجوم تھا۔ نماز مغرب کا وقت قریب ہوا تو آپ نے وضو کرنے کا تقاضا ظاہر فرمایا۔ وضو سے فارغ ہوئے تو مولانا شوکت علی نے عرض کیا۔ حضرت! گھر میں کام کاج، خیر و برکت وسعت اور اصلاح احوال کے لئے کوئی ایسا وظیفہ مرحمت فرمائیے کہ گھر کی عورتیں بھی چلتے پھرتے آسانی سے اپنا معمول بنا سکیں۔

تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ارشاد فرمایا۔

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم۔ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

یہ نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھ لیا جائے علاوہ ازیں جو آپ نے اہلیہ کے لئے کام کاج میں اللہ کی مدد اور برکت اور تھکان کے ازالے کا کہا ہے تو ایسا ہی سوال ایک مرتبہ حضرت فاطمہؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔ ہوا یوں تھا

کہ حضرت فاطمہؓ کو معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ لونڈیاں آگئی ہیں تو حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ گھر کا سارا کام کاج میرے سر ہے۔ جھاڑو دیتی ہوں صفائی کا کام کرتی ہوں اور گھر بلو امور اتنے زیادہ ہیں کہ تھک جاتی ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپؐ کے پاس لونڈیاں آئی ہیں کیا ہی بہتر ہو تا کہ ایک لونڈی مجھے مرحمت فرما دیتے تو وہ میرے ساتھ گھر کے کام میں ہاتھ بٹاتی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! آپ تو لونڈی چاہتی ہیں مگر اس سے بھی بہتر اور نافع چیز آپ کو دینا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ

شام کو سوتے وقت ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ کر سو جایا کریں تمام دن کی تھکاوٹ دور ہو جائے گی۔ کام میں برکت رہے گی۔ خدا کی مدد شامل حال ہوگی۔ حضرت فاطمہ اس عطیہ سے بڑی خوش ہوئیں اور فرمایا مجھے لونڈی سے یہ عمل ہزار درجے بہتر اور پسندیدہ ہے۔ یہی وہ تسبیحات فاطمی ہیں جن کو مسلمان ہر نماز کے بعد پڑھتے ہیں۔ اور خود میں نے بھی اپنی زندگی میں ان کو معمول بنایا۔ ایک زمانہ تھا جب مجھے دارالعلوم کے اہتمام اور انتظام کے ساتھ ساتھ پچیس پچیس کتابیں بھی پڑھانا پڑتی تھیں۔ دیوبند کے زمانہ تدریس سے قبل ہی قاضی، صدرا، شمس بازغہ، امور عامہ، مشکوٰۃ اور جلالین وغیرہ کتابیں مگر خدا کے فضل سے تسبیحات فاطمی معمول بنا لیا تھا۔ تو تعب اور محنت و مشقت کی تھکان ختم ہو جاتی۔ طبیعت میں نشاط اور سرور رہتا اور خدا کے فضل سے ہر کام کے لئے ایسا معلوم ہوتا گویا ابھی تازہ دم ہو کر اس کے لئے اٹھا ہوں۔

حاضرین سے فرمایا کہ آپ سب اس عمل کو اختیار کریں یہ پیغمبری نسخہ ہے آسان ہے مگر قدر و قیمت اور برکت و سعادت کے لحاظ سے بہت قیمتی اور وزنی ہے۔ باری تعالیٰ سب کے لئے آسان فرما دے۔

سنت کا تحفظ مسلمانوں کی غیرت کا مسئلہ ہے

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ارشاد فرمایا۔

اپنے محسن اور مقتدا کے طور طریقوں کو اپنانا صرف شرعی مسئلہ نہیں ہے بلکہ غیرت کا تقاضہ بھی ہے۔ چین کا وزیر اعظم یہاں آیا۔ راستہ میں کہیں چین کا ایک کاغذی جھنڈا پڑا تھا۔ اٹھایا، چوما اور سکرٹری کو دے دیا۔ کہ اسے سنبھالو۔ وہ اپنے ملک کا جھنڈا زمین پر پڑا برداشت نہ کر سکا۔ آج لوگ کہتے ہیں کہ مولوی صاحب داڑھی میں کیا رکھا ہے۔ مگر اسے تو کسی نے نہیں کہا کہ یہ تنگ نظری ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

”لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین“

”تم میں سے کوئی اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اپنے باپ بیٹے اور ساری مخلوق سے زیادہ محبوب نہ ہوں“

الفقر فخری ایک مجلس میں ارشاد فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، اتباعِ سنت اور حضورؐ کی تعلیم کی

کی برکت تھی۔ کہ حضرت عمرؓ اور دوسرے بعض عمال عمر بھر حکومت کے دوران بھی جو کی روٹی کھاتے رہے۔ کہ جب تک یقین نہ ہو جائے کہ رعایا کے ہر فرد کو گیہوں کی روٹی ملتی ہے۔ جو کی روٹی ہی کھائیں گے۔ یہ عمرؓ روتے ہیں کہ آج بھی تقریباً ۵،ہزار مربع میل زمین ان کی برکت سے مسلمانوں کے قبضہ میں ہے۔ اور یہ اس لئے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حال رہا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ کی وصال کی ساعت کے وقت گھر میں روشنی کے لئے تیل کسی پڑوس سے مانگا گیا۔ گیہوں کا آٹا کسی سے مستعار لیا گیا۔ کہ حضورؐ شاید اس دن ایک نوالہ کھا سکیں۔ زرہ مبارک وصال کے وقت ایک یہودی کے پاس ۳۰ صاع جو کے بدلے گروی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو الفقر فخری کا سبق پڑھایا۔

قول وعمل میں تضاد اسی مجلس میں یہ بھی ارشاد فرمایا۔

میرے خیال میں اگر یہ دیکھیں تو ہمارے قول اور عمل میں بہت بڑا تضاد اور منافات نظر آجائے گی کچھ بھی نہیں رہے گا۔ بہت کم مسلمان رہ جائیں گے۔ گویا اسلام کتابوں میں ہے اور مسلمان قبروں میں ہیں۔ کہ جو مر گئے۔ اسلام اور ایمان میں پختہ تھے۔ یا پھر قرآن مجید ہے جو طاقچوں میں گرد و غبار سے اٹا پڑا رہتا ہے اور مسلمانوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اور جو مسلمان تھے وہ گذر گئے شہید ہو گئے ہمارے آباؤ اجداد۔

غرض یہ کہنا تھا کہ دعویٰ کے لحاظ سے ہم ۸۰ کروڑ مسلمان ہیں۔ مگر کتنے ہیں جو اپنی برائیوں پر نظر کرتے ہیں۔ مجالس میں دین کے ساتھ، اسلام کے ساتھ ہنستے رہتے ہیں۔ دین کی بات کرنے والوں سے نفرت ہے۔ اور کہتے ہیں کہ یہ مولوی لوگ اولڈ فیشن والے یہ دقیانوسی لوگ کیا کرتے ہیں۔ یہ کیا جنگلی ہیں کہ چودہ سو سال پرانی باتیں کرتے ہیں۔ اسلام کی باتوں کو جنگلیوں کی باتیں کہیں تو کہئے کہ ایمان اور اسلام کا کیا رہ جاتا ہے۔ پھر یہ کیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اور عاشق کہلاتے ہیں۔

ایک صحابی نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ مجھے تو آپ سے محبت ہے۔ آج بھی لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو عشاق رسول ہیں۔ الگ الگ ٹولیاں، جماعتیں، پارٹیاں، عشاق کی بنی ہوئی ہیں۔ ایک ایک محلہ اور گلی ہیں ـــــ مگر دین کا ایک بھی نشان نظر نہیں آتا۔ مگر ہیں غلامانِ مصطفےٰؐ۔

تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے کہا کہ سوچ کر کہہ رہے یا ویسے ہی دعویٰ کرتے ہو۔ تو جیسا کہ پانی نشیب کی طرف تیزی سے بہتا ہے اسی طرح میرے عشاق کی طرف فقر و فاقہ بھاگتا ہے۔ تو وہ دنیا و مافیہا اپنے لئے نہیں بلکہ خلق خدا کی بہبود کے لئے سمجھتا ہے۔ وہ پھر سرمایہ دار نہیں بنتا۔ وہ زکوٰۃ، صدقات، فک رقبہ اور دوسری مشکلوں میں خرچ کرتا ہے جو میرا عاشق ہے وہ خود ننگا رہ کر دوسروں کو ڈھانپے گا۔ خود بھوکا رہ کر دوسروں کو کھلائے گا۔ اپنے نفس کی خواہشات کی قربانی دے گا۔